قرآن کا تصور رنگ: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Quranic concept of Colour: A Critical Review

ڈاکٹر حافظ صالح الدین*

مفتی مسعود الرحمن**

ABSTRACT:

In the Holy Quran several names of different colours have been described, denoting various meanings. Colour is the natural phenomenon of the universal power. To understand the colours properly, Our ancestors have undertaken their deep observation vehemently and passionately. Each colour has its own distinctive feature. The Yellow colour has been interpreted as a pleasure giving one. Similarly, if white colour, on the one hand is the metaphor for the dawn's light, on the other hand it gives the meaning of happiness and on turning of one blind. Black colour is the natural phenomenon of the darkness of night and mourning same in the case of Green, which are used in the Holy Quran for denoting different meaning. White colour is the colour which possesses peculiarities greater in quantity than all of the other colours followed by the derivation of some Islamic Provisions also.

In this article efforts have been made to present a discourse regarding the various kinds of colours discussed in the Holy Quran diagnosing the same from different angles.

قرآن مجید میں مختلف رنگوں کے نام کئی معنوں کے اعتبار سے مذکور ہے۔ رنگ آفاقی قوت کا ایک مظہر ہے۔ ہمارے اسلاف نے رنگوں کو سمجھنے کے بڑی عرق ریزی سے مطالعہ کیا ہے، ہر رنگ کی اپنی اپنی خصوصیت ہے، زرد رنگ کو مسرت لانے والے رنگ کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے، سفید رنگ ایک طرف قرآن مجید میں صبح کی سفیدی سے کنایہ ہے تو دوسری طرف شدت سرور اور اندھا ہونے کی خبر بھی دیتا ہے۔ کالا رنگ رات کی تاریکی اور غم وحزن کا مظہر ہے۔ اسی طرح اُخضر، اَحمر، اَزرق، لون الورد اور لون الحوّۃ ہیں جو قرآن میں مختلف معنوں پر دلالت کرنے کے لیے مستعمل ہیں۔ رنگوں میں سب سے زیادہ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر وچیرمین شعبہ اسلامیات وعربی عبدالولی خان یونیورسٹی مردان۔

** ایم فل سکالر شعبہ اسلامیات عبدالولی خان یونیورسٹی مردان۔

صفات کا حامل سفید رنگ ہے۔زیر نظر آرٹیکل میں قرآن کریم کے اندر وارد رنگوں کا تذکرہ مختلف ہائے زاویوں سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے سفید رنگ کا تذکرہ موجود ہے، لہٰذا راقم اسی ترتیب کی پاسداری کرتے ہوئے "لون الابیض" سے آغاز کرنے کی جسارت کرتا ہے۔

*لون الابیض: Whitish

اِبیَض سفید رنگ کو کہتے ہیں ،اس کی مؤنث بَیضَاء اور جمع بِیض آتی ہے [۱]۔قرآن میں اِبیَضَّ ،تَبیَضُّ (افعلال سے فعل مضارع) ، بَیضَاء ، بَیض اور بیض، یہ پانچ قسم کے الفاظ مستعمل ہیں۔اس لفظ کا تذکرہ قرآن مجید میں بارہ آیات میں بارہ مرتبہ مذکور ہے جو مندرجہ ذیل معنوں پر دلالت کرتا ہے:

معنی اول:

اللہ کا فرمان ہے حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ [۲]۔

''یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے''۔

اس آیت میں الاَبیَضُ ، الخَیْطُ کی صفت ہے اور الخَیْط عربی میں دھاگے کو کہتے ہیں [۳]۔الخَیْطُ الاَبیَضُ سے دن اور صبح کی سفیدی مراد ہے۔

سید نا عدی بن حاتمؓ [۴] سے مروی ہے کہ اُس آیت کے نازل ہونے کے بعد میں نے دو دھاگے اپنے تکیے کے نیچے رکھے ،اور اس وقت تک کھاتے پیتے جب تک وہ دونوں دھاگے صاف طور پر نظر آ جاتے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :''إن وِسَادَتَكَ لَعَرِيض إن كَانَ الخَيطُ الابْيَض وَ الاسْوَد تَحتَ وِسَادَتِكَ''یعنی تمہارا تکیہ تو اتنا بڑا ہے کہ دونوں دھاگے اس میں سما گئے، پھر فرمایا کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی ہے [۵]۔

معنی دوم:

اللہ کا فرمان ہے يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ [۶]۔

''جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو''۔

تَبیَضُّ باب افعلال سے مضارع کا صیغہ ہے ابیضاض الوجہ کو حقیقی معنی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کہ قیامت میں ان کے چہرے نعتوں کی وجہ سے سفید اور روشن ہوں گے [۷] یا یہ انتہائی خوشی سے کنایہ

ہے۔علامہ راغب اصفہانیؒ [۸] فرماتے ہیں: ''ابیضَاضُ الوَجہِ عِبَارَۃ عَنِ المسَرّۃِ واسوِدَادُہا عَنِ الغَمّ''یعنی ابیضاض الوجہ خوشی سے کنایہ ہے اور اسوداد الوجہ غم وحزن سے کنایہ ہے [۹]۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ [۱۰] سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا کہ اس سے مراد اہل السنت والجماعت ہیں [۱۱]۔امام شعبیؒ [۱۲] فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل قبلہ ہیں [۱۳]۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُون [۱۴]۔

''اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے''۔

معنی سوم:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيم [۱۵]

''پھر ان کے پاس سے چلا گیا اور کہنے لگا ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج والم میں (اس قدر روئے کہ) اس کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور اس کا دل غم سے بھر رہا تھا''۔

ابیضَاضُ العَینِ اندھا ہونے سے کنایہ ہے،چونکہ آنسو زیادہ بہنے کی وجہ سے آنکھوں کا کالا ڈھیلا ختم ہو کر سفیدی سے تبدیل ہو جاتا ہے،اس کو عربی میں ابیِضَاضُ العَینِ کہا جاتا ہے۔[۱۶] سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں یہ زیادہ رونے سے کنایہ ہے۔[۱۷] علامہ زمخشریؒ [۱۸] فرماتے ہیں جب آنسو آنکھوں سے زیادہ بہہ پڑے تو اس سے آنکھ کا ڈھیلا ختم ہو جاتا ہے اور اس میں سفیدی پیدا ہو جاتی ہے۔[۱۹]

معنی چہارم:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل میں دبا کر نکالا تو وہ غیر معمولی طور پر سفید اور چمک دار تھا، سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں،اس میں ایسی غیر معمولی چمک ہوتی جو زمین وآسمان کے درمیان خلا کو روشن کر دیتا۔[۲۰]

ید بیضا کا معجزہ قرآن میں پانچ آیات میں صراحۃً مذکور ہے:

۱۔ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ [۲۱]

''اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق (تھا)''۔

۲۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى(۲۲)

''اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگالو وہ کسی عیب (و بیماری) کے بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا۔ (یہ) دوسری نشانی (ہے)''۔

۳۔ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ(۲۳)

''اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کے لیے سفید (براق نظر آنے لگا)''۔

۴۔ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ(۲۴)

''اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو سفید نکلے گا۔ (ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نو معجزوں میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کہ وہ بے حکم لوگ ہیں''۔

۵۔ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ(۲۵)۔

''اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا''۔

بعض ملحدین سیدنا موسیٰؑ کے دونوں معجزوں (ید بیضاء اور عصا) سے انکار کرتے ہیں کہ ثعبان اور ید بیضاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے سیدنا موسیٰؑ کو ایسے دلائل عطا کئے تھے، جو ثعبان کی طرح مخالفین کے دلائل اور اقوال کو ختم کر دیتے، اور ایسے ظاہر تھے کہ اس کو ید بیضاء سے تعبیر کیا، ید بیضا عرب کے ہاں ضرب المثل ہے اور وہ ہر بے ضرر و بے خطر نعمت کے لیے استعمال کرتے ہیں(۲۶)، مگر ان معجزات کو اس تأویل پر محمول کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔(۲۷)

معنی پنجم:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ(۲۸)۔

''اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں''۔

بِیض، اِبیَض کی جمع اور جُدد، جُدّۃ کی جمع ہے، پہاڑوں میں جو گھاٹیاں ہوتی ہیں ان کو عربی میں جُدّۃ کہتے ہیں(۲۹)۔ اس آیت میں ئے کی ضمیر یا تو بیض اور حُمر کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے سفید اور سرخ رنگ کئی قسم پر ہے، اس وجہ سے اللہ نے سود کو غریب کے ساتھ مؤکد کرکے مؤخر ذکر فرمایا(۳۰) یا یہ ضمیر جدد کی طرف راجع ہے کہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں بعض سفید، بعض سرخ اور بعض انتہائی کالے ہیں(۳۱)۔

معنی ششم:

جنتیوں کے شراب کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے ﴿بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ﴾[۳۲]۔

''جو رنگ کی سفید اور پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہوگی''۔

بَیضَاء، اِبیَض کی مؤنث اور کَاْس کی صفت ہے، کَاْس ہر اس گلاس یا برتن کو کہتے ہیں جس میں شراب ہو[۳۳]۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ[۳۴] کی قراءت میں بَیضَاء کی بجائے صَفرَاء ہے[۳۵]، بَیضَاء والی قراءت میں وہ کاْس کی بھی صفت بن سکتی ہے اور خمر کی بھی، صفراء والی قراءت میں صرف خمر کی صفت بنے گی[۳۶]۔

معنی ہفتم:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾[۳۷]۔

''گویا وہ محفوظ انڈے ہیں''۔

''بیض ''انڈے کو کہتے ہیں، زجاجؒ[۳۸] فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جنت کے حوروں کے رنگوں کو شتر مرغ کے انڈوں کے رنگ کے ساتھ تشبیہ دی ہے[۳۹]۔ سعید بن جبیرؒ کے نزدیک بیض سے مراد انڈے کی زردی ہے[۴۰] اور عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لؤلؤ (موتی) ہیں[۴۱]۔

***لون الأسود:** Blackish

اِسود، کالے رنگ کو کہتے ہیں، اس کی مؤنث سَودَاء اور جمع سُود آتی ہے۔ قرآن میں اِسوَد، اسوَدّت، مُسوَدّ، سُود، تَسوَدُّ اور مُسوَدّۃ یہ چھ قسم کے الفاظ مستعمل ہیں اس رنگ کا تذکرہ قرآن میں چھ آیات میں سات مرتبہ آیا ہے، یہ تین معنوں پر دلالت کرتا ہے:

معنی اول:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾[۴۲]

''یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے'' اس آیت میں الخیط الأسود سے رات کی تاریکی مراد ہے[۴۳]۔

معنی دوم:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ﴾[۴۴]

''جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے اللہ فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو''۔

اسی طرح وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيم[۴۵]

''حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے''۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ [۴۶]

''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہو رہے ہوں گے۔ کیا غرور کرنے والوں کو ٹھکانا دوزخ میں نہیں ہے''۔اورچ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ [۴۷]

''حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو انہوں نے رحمٰن کے لیے بیان کی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم سے بھر جاتا ہے''

اسوِدَادُ الوَجہغم سے کنایہ ہے، کیونکہ جب انسان کا غم حد سے بڑھ جاتا ہے، تو روح دل کے اندر منجمد جاتا ہے اور چہرے کے ظاہر پر کوئی اثر باقی نہیں رہتا، جس کی وجہ سے چہرا کبھی کالا، کبھی سرخ اور کبھی مٹیالے رنگ کا ہو جاتا ہے[۴۸]۔ابیضاض الوجہ، خوشی سے کنایہ ہے اور اسوداد الوجہغم وحزن سے کنایہ ہے[۴۹]۔

معنی سوم:

اللہ تعالی کا ارشاد ہےوَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ [۵۰]۔

''اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں''اس آیت میں گھاٹیوں کے رنگ بیان کئے گئے ہیں، غَرابیب، غِربِیب کی جمع ہے، جس طرح اِصفَر فَاقِع شدت زردی کے لیے آتا ہے، اسی طرح شدت سَوَاد کے لیے اِسوَد غِربِیب مستعمل ہے[۵۱]۔یعنی گھاٹیوں میں بعض انتہائی کالے ہیں۔

*لون الأخضر : Greenish

اِخضَر عربی میں سبز رنگ کو کہتے ہیں، مؤنث خَضرَاء اور جمع خُضر آتی ہے[۵۲] قرآن میں اس رنگ کے لیے اِخضَر، خَضرَاء، خُضر، مُخضَرّۃ اور خَضِر مستعمل ہیں، قرآن میں ساتھ سورتوں میں آٹھ مقامات پر مذکور ہے، جو قرآن میں چار معنوں پر دلالت کرتا ہے:

معنی اول:

بارش کے بعد کھیتیوں کے رنگ سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں، اس کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا[۵۳]

''اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے، پھر ہم ہی (جو مینہ برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے سبز کونپلیں نکالتے ہیں''۔

خَضِر اور اِخضَر ایک ہی معنی میں ہیں، الخَضِرُ فی کِتَابِ اللہ ہوَ الزَّرعُ، یعنی قرآن مجید میں خضر سے مرد تر کھیتی ہے[۵۴]۔

معنی دوم:

(وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ)[۵۵]

''اور بادشاہ نے کہا کہ میں (نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز ہیں اور (سات) خشک''۔

خُضر، خَضرَاء کی جمع ہے اور خَضرَاء اِخضَر کی مؤنث ہے اور آیات کریمہ میں سبز خوشوں سے سات زرخیز سال مراد ہیں[۵۶]۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ[۵۷]

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا آسمان سے مینہ برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک خدا باریک بین اور خبردار ہے''۔

مُخضَرّۃ باب افعلال سے اسم فاعل ہے، یعنی سرسبز و شاداب ہونا[۵۸]۔

معنی سوم:

جنتیوں کا لباس بھی سبز رنگ کا ہوگا، اللہ فرماتے ہیں ﴿یُحَلَّوْنَ فِیهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ﴾[۵۹] ''ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے''۔

اور ﴿عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ﴾[۶۰]۔

''ان (کے بدنوں) پر دیبا سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے''۔

وَخُصَّ الأَخضَرُ بِالذِّكرِ لِأَنَّه المُوافِقُ لِلبَصَرِ[۶۱]، یعنی اللہ نے سبز رنگ کو خاص اس وجہ سے کیا کہ یہ رنگ نظروں کو اچھا لگتا ہے۔''

سُندُس سے مراد باریک ریشم اور استَبرَق سے مراد موٹا ریشم ہے[۶۲]۔

معنی چہارم:

جنتیوں کے تکیوں کا رنگ بھی سبز ہوگا، اللہ کا ارشاد ہے مُتَّكِئِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ[۶۳] ''سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے''۔

رفرف کی تفسیر میں مندرجہ ذیل اختلاف ہے:

عبداللہ بن عباسؓ کے ہاں اس کا معنی بُسُط ہے، یہ جمع ہے بساط کی، جس کا معنی ہے بچھونا[۶۴]۔

سعید بن جبیر[۶۵] فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ریاض الجنۃ ہے[۶۶]۔

قتادہؓ[۶۷] کے نزدیک اس سے مراد وسائد اور مرافق ہیں، جو تکیوں کو کہتے ہیں[۶۸]۔

جو معنی بھی لیا جائے اور جنتی جس چیز پر بھی تکیہ لگائیں گے وہ سبز ہوں گے۔

* لون الأزرق: Bluish:

اِزرق نیلے رنگ کو کہتے ہیں، مؤنث زرقاء اور جمع زُرق آتی ہے[۶۹]، قرآن میں ایک ہی مرتبہ مذکور ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا[۷۰]

''جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکھٹا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی''۔

علامہ راغب فرماتے ہیں ''زرقۃ'' سفید اور کالے رنگ کے درمیان ایک رنگ کا نام ہے[۷۱]۔ امام فراءؒ[۷۲] کے نزدیک زرقا کنایہ ہے اندھے ہونے سے[۷۳]۔ علامہ زجاجؒ کے نزدیک شدت پیاس سے کنایہ ہے[۷۴] اور یا یہ انتہائی خوف کی وجہ سے آنکھوں کا ہکا بکا رہ جانے سے کنایہ

ہے(۷۵)۔ عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (۷۶) اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِینَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۷۷)۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں مختلف حالات ہوں گے کبھی اندھے ہوں گے اور کبھی شدت پیاس کی وجہ سے آنکھیں نیلی ہوں گی(۷۸)۔

* لون الأحمر: Redish:

اِحمر سرخ رنگ کو کہتے ہیں، مؤنث حمراء اور جمع حمر آتی ہے، گہرے کالے رنگ کے لیے اِحمر قانٍ استعمال ہوتا ہے(۷۹)۔ یہ لفظ قرآن میں ایک مرتبہ مذکور ہے، پہاڑ کی گھاٹیوں کے رنگوں میں ایک رنگ اِحمر بھی ہے، اللہ کا ارشاد ہے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ(۸۰)

''اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں''۔

* **لون الورد**: Pinkish:

ورد گلابی رنگ کو کہتے ہیں، یہ رنگ قرآن میں ایک مرتبہ مذکور ہے، آسمان پھٹنے کے بعد اس کا رنگ کس طرح ہوگا، قرآن میں اللہ فرماتے ہیں فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ(۸۱)

''پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (تو) وہ کیسا ہولناک دن ہوگا''۔

فراء رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وردۃ یہاں حمراء کے معنی میں ہے، چونکہ گھوڑوں میں بعض گھوڑے الفرس الورد کے نام سے مشہور ہے، یہ گھوڑا فصل ربیع میں زرد اور سردیوں میں خاکستری رنگ کا ہوتا ہے۔ رنگوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے آسمان کو اس سے تشبیہ دی گئی(۸۲)۔ علامہ رازیؒ(۸۳) فرماتے ہیں کہ "وَرْدَة لِلمَرَّة مِنَ الوُرُودِ أی الحَرَكَة اللَّتِی بِهَا الاِنشِقَاقُ كَانَت وَرْدَة وَاحِدَة"(۸۴) یعنی وہ حرکت جس کی وجہ سے آسمان میں پھٹن پیدا ہوگا وہ ایک ہی حرکت ہوگی۔

* لون الأدهم :Greenish:

رات کی تاریکی کو دُہمۃ کہا جاتا ہے، انتہائی گہرے سبز رنگ کو بھی دُہمۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیوں کہ یہ دونوں رنگ دیکھنے میں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں(۸۵)۔ یہ بھی قرآن میں ایک ہی مرتبہ مذکور ہے، جنت کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ کا ارشاد ہے مُدْهَامَّتَانِ(۸۶)۔

''دونوں خوب گہرے سبز''۔

فراءؒ فرماتے ہیں وہ دونوں جنت خوش منظر ہونے کی وجہ سے انتہائی گہرے سبز ہوں گے (۸۷)۔سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سبز رنگ ہےاور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں سیاہ رنگ کے ہوں گے (۸۸)۔

* لون الحوۃ:Blackish:

''حوۃ''انتہائی کالے رنگ کو بھی کہتے ہیں اور انتہائی سبز رنگ کو بھی کہا جاتا ہے (۸۹)۔اللہ کا ارشاد ہےفَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى (۹۰) '' پھراس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا''۔

اگر پہلا معنی مراد لیا جائے تو یہ خشک ہونے سے کنایہ ہے،اس صورت میں احوی،غثاء کی صفت ہو گی اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو احوی،المرعی سے حال ہوگا (۹۱)۔علامہ امین احسن اصلاحیؒ (۹۲) اپنی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں رقم طراز ہیں:

''اِحوی ہر گز اس سیاہی کے لیے نہیں آتا جو کسی شئ میں اس کی کہنگی،بوسیدگی،اور پامالی کے سبب سے پیدا ہوتی ہو بلکہ یہ اس سیاہی مائل یا سبزی کے لیے آتا ہے جو کسی شئ پر اس کی تازگی،شادابی،زرخیزی اور جوش نمو کے سبب سے بنایاں ہوتی ہو'' (۹۳)۔

* نتائج بحث:

- اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات اور اس میں مختلف رنگوں کی موجودگی اللہ کے وجود کی گواہی دیتی ہے۔
- قرآن مجید ایک معجز کتاب ہے جس میں ایک ہی لفظ مختلف معانی پر دلالت کرتا ہے۔
- سیدنا عدی بن حاتمؓ کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفس عربی قرآن فہمی کے لیے کافی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔

حواشی و حوالاجات:

(۱) معجم مقاییس اللغۃ، احمد بن فارس الرازی، ج۱، ص۳۲۶، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

(۲) البقرۃ، ۲: ۱۸۷۔

(۳) صحاح تاج اللغۃ، ابو نصر اسماعیل فارابی، ج۳، ص۱۱۲۵، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

(۴) عدی بن حاتم الطائی بن عبد اللہ بن سعد (وفات: ۶۸ھ)، کنیت ابو طریف، قبیلہ طیؑ سے تعلق رکھتے تھے، بہت عاقل صحابی تھے۔ کوفہ میں رہتے تھے، ہمیشہ علیؓ کے ساتھ رہے، جنگ جمل اور صفین میں شریک رہے۔[الطبقات الکبری، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، ج۶، ص۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء]

(۵) صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، باب قول اللہ جل ذکرہ: وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر، ج۶، ص۲۶، رقم۴۵۰۹، دار طرق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ۔

(۶) ال عمران، ۳: ۱۰۶۔

(۷) روح المعانی فی تفسیر القرآن، شہاب الدین الآلوسی، ج۲، ص۲۴۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔

(۸) ابو القاسم حسین بن محمد بن فضل الاصفہانی (وفات: ۵۰۲ھ = ۱۱۰۸ء)، راغب کے نام سے مشہور ہیں، بغداد میں رہے اور اپنے زمانے میں امام غزالی کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی، جن میں اخلاق الرغب، المفردات فی القرآن، حل تشابہات القرآن وغیرہ ہیں، بغدار میں رہے اور وہی وفات پائی۔[الاعلام، خیر الدین زرکلی، ج۲، ص۲۵۵، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۷۴ء]

(۹) تفسیر الراغب الاصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد، ج۲، ص۸۱۷، کلیۃ الآداب جامعۃ طنطا، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

(۱۰) عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم، ہجرت سے تین سال پہلے عام الشعب کو پیدا ہوئے، آپ ﷺ کی وفات کے وقت اِن کی عمر پندرہ سال تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو "حبر الامۃ اور ترجمان القرآن" کے لقب سے نوازا، طائف میں ۶۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔[معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، ج۳، ص۱۷۰۰، دار الوطن للنشر، الریاض، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء]

(۱۱) تفسیر ابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی، ج۳، ص۷۲۹، رقم۳۹۴۹، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، المملکۃ العربیۃ، ۱۴۱۹ھ۔

(۱۲) عامر بن شر حبیل بن عبد، الشعبی الحمیری (۱۹۔۱۰۳ھ/ ۶۴۰۔۷۲۱م)، ابو عمرو اپنے عہد کے امام کبیر تھے۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔[الطبقات الکبریٰ، ج ۶، ص ۲۵۹، رقم: ۲۳۱۶]

(۱۳) تفسیر ابن ابی حاتم، ج ۳، ص ۷۲۹، رقم ۳۹۴۹۔

(۱۴) ال عمران، ۳: ۱۰۷۔

(۱۵) یوسف، ۱۲: ۸۴۔

(۱۶) مفاتیح الغیب، محمد بن عمر الرازی، ج ۱۸، ص ۴۹۸، دار احیاء التراث، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

(۱۷) مفاتیح الغیب، ج ۱۸، ص ۴۹۸۔

(۱۸) ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن احمد خوارزمی (۴۶۷ھ۔۵۳۸ھ = ۱۰۷۵ء۔۱۱۴۴ء)، علم تفسیر اور علم لغت وادب خوب مہارت رکھتے تھے، خوارزم کے ایک گاؤں زمخشر میں پیدا ہوئے۔ خوارزم کے ایک گاؤں جرجانیہ آئے او وہی وفات پائی۔[وفیات الاعیان، ابن خلکان شمس الدین احمد بن محمد ،ج ۵، ص ۱۷۰، دار صادر، بیروت، الطبعۃ السابعۃ، ۱۹۹۴ء]

(۱۹) تفسیر الکشاف، ابو القاسم محمود الزمخشری، ج ۲، ص ۴۹۷، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

(۲۰) مفاتیح الغیب، ج ۱۴، ص ۳۳۰۔

(۲۱) الاعراف، ۷: ۱۰۸۔

(۲۲) طہ، ۲۰: ۲۲۔

(۲۳) الشعراء، ۲۶: ۳۳۔

(۲۴) النمل، ۲۷: ۱۲۔

(۲۵) القصص، ۲۸: ۳۲۔

(۲۶) المحکم و المحیط الاعظم ،ابو الحسن علی بن اسماعیل ،ج ۲، ص ۱۹۵، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

(۲۷) مفاتیح الغیب، ج ۱۴، ص ۳۳۰۔

(۲۸) فاطر، ۳۵: ۲۷۔

(۲۹) غریب القرآن، ابو محمد عبد اللہ الدینوری، ج ۱، ص ۳۱۰ (ت ن)۔

(۳۰) مفاتیح الغیب ج ۲۴، ص ۲۳۶۔

(۳۱) معانی القرآن، یحییٰ بن زیاد الفراء، ج ۲، ص ۳۶۹، دار المصریۃ للتالیف والترجمۃ، مصر۔

(۳۲) الصافات،۳۷:۴۶۔

(۳۳) معانی القرآن واعرابہ للزجاج،ابو اسحاق الزجاج ابراہیم بن السری ،ج۴،ص۳۰۳،عالم الکتب، بیروت،۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

(۳۴) عبداللہ بن مسعودؓ بن غافل بن حبیب (وفات: ۳۲ھ = ۶۵۳ء)، کنیت ابو عبد الرحمٰن، جلیل القدر صحابی ہیں، مفسر قرآن ہیں، صحیحین میں ان سے ۶۴ احادیث مروی ہیں۔[الطبقات الکبری ،ج۳،ص۱۱۱،]

(۳۵) تفسیر طبری، محمد بن جریر الطبری،ج۲۱،ص۳۶،مؤسسۃ الرسالۃ،۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء۔

(۳۶) الجوہر الحسان فی تفسیر القرآن (تفسیر ثعالبی)،ابوزید عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبی،ج۵،ص۲۸،دار احیاء التراث العربی، بیروت،۱۴۱۸ھ۔

(۳۷) الصافات،۳۷:۴۹۔

(۳۸) ابو اسحاق ابراہیم بن سری الزجاج (۲۴۱ھ۔۳۱۱ھ = ۸۵۵ء۔۹۲۳ء)، لغت اور علم صرف میں مہارت رکھتے تھے۔[وفیات الأعیان،ج۱،ص۴۹]

(۳۹) معانی القرآن واعرابہ للزجاج،ج۴،ص۳۰۴۔

(۴۰) تفسیر طبری،ج۲۱،ص۴۳۔

(۴۱) تفسیر قرطبیؒ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ،ج۱۵،ص۸۱،دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ = ۱۹۶۴ء۔

(۴۲) البقرۃ،۲:۱۸۷۔

(۴۳) صحیح البخاری، باب قول اللہ جل ذکرہ: وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر،ج،ص۲۶،رقم ۴۵۱۱۔

(۴۴) ال عمران،۳:۱۰۶۔

(۴۵) النحل،۱۶:۵۸۔

(۴۶) الزمر،۳۹:۶۰۔

(۴۷) الزخرف،۴۳:۱۷۔

(۴۸) مفاتیح الغیب،ج۲۰،ص۲۲۵۔

(۴۹) تفسیر الراغب الاصفہانی،ج۱،ص۸۱۷۔

(۵۰) فاطر،۳۵:۲۷۔

(۵۱) صحاح تاج اللغۃ، ج۱، ص ۱۹۲۔

(۵۲) معجم مقاییس اللغۃ، ج ۲، ص ۱۹۵۔

(۵۳) الانعام، ۶: ۹۹۔

(۵۴) معانی القرآن للفراء، ج۱، ص ۳۴۷۔

(۵۵) یوسف، ۱۲: ۴۳۔

(۵۶) تفسیر قرطبی، ج۹، ص ۹۰۹۔

(۵۷) الحج، ۲۲: ۶۳۔

(۵۸) تفسیر کشاف، ج ۳، ص ۴۳۶۔

(۵۹) الکہف، ۱۸: ۳۱۔

(۶۰) الانسان، ۷۶: ۲۱۔

(۶۱) تفسیر قرطبی، ج ۱۰، ص ۳۹۷۔

(۶۲) تفسیر کشاف، ج ۲، ص ۷۲۰۔

(۶۳) الرحمٰن، ۵۵، ۷۶۔

(۶۴) تفسیر طبری، ج ۲۳، ص ۸۳۔

(۶۵) سعید بن جبیر، مشہور تابعی ہیں، کنیت ابو عبداللہ ہے۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے، ۴۵ھ کو پیدا ہوئے۔ حجاج بن یوسف نے آپ کو ۹۴ھ میں شہید کیا، اس وقت آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔ [الطبقات الکبری، ج۶، ص ۲۶۷]

(۶۶) تفسیر طبری، ج ۲۳، ص ۸۳۔

(۶۷) قتادہ بن دِعامہ بن قتادہ بن عُزیر، بصرہ سے تعلق رکھتے تھے، مفسر قرآن و حدیث تھے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ عالم بالتفسیر تھے، طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور ۱۱۸ھ کو وفات پائی، تقدیر کے منکر تھے، متأخرین تمام اس کے دلائل سے استدلال کرتے ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین محمد بن احمد، ج۱، ص ۹۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء]

(۶۸) تفسیر طبری، ج ۲۳، ص ۸۴۔

(۶۹) صحاح تاج اللغۃ، ج ۴، ص ۱۴۸۹۔

(۷۰) طٰہٰ، ۲۰: ۱۰۲۔

(۷۱) المفردات فی غریب القرآن، ج۱، ص۳۷۹۔

(۷۲) ابو زکریا یحییٰ بن زیاد بن عبد اللہ (وفات: ۲۰۷ھ = ۸۲۲ء)، کوفہ میں رہتے تھے، فراء کے نام سے مشہور ہوئے۔ مشہور مفسر قرآن، نحوی اور ادیب تھے، فقیہ و متکلم بھی تھے۔[تاریخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی البغدادی، ج۱۴، ص۱۰۶، دار الغرب السلامی، بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء]

(۷۳) معانی القرآن، ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، ج۲، ص۱۹۱، دار المصریۃ للتألیف والترجمۃ، مصر۔

(۷۴) معانی القرآن للزجاج، ج۳، ص۳۷۶۔

(۷۵) تفسیر قرطبی، ج۱۱، ص۲۴۴۔

(۷۶) طہ ۲۰: ۱۲۴۔

(۷۷) طہ، ۲۰: ۱۰۲۔

(۷۸) تفسیر ابن ابی حاتم، ج۷، ص۲۴۳۴، رقم ۱۳۵۱۸۔

(۷۹) صحاح تاج اللغۃ، ج۲، ص۶۳۶۔

(۸۰) فاطر، ۳۵:۲۷۔

(۸۱) الرحمٰن، ۵۵: ۳۷۔

(۸۲) معانی القرآن للفراء، ج۳، ص۱۱۷۔

(۸۳) محمد بن عمر الحسن البکری الرازی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ = ۱۱۵۰ء-۱۲۱۰ء)، علوم عقلیہ اور نقلیہ دونوں میں دسترس حاصل تھی۔ کئی تصانیف لکھی۔[سیر اعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، ج۱۶، ص۵۲، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۲ء]

(۸۴) مفاتیح الغیب، ج۲۹، ص۳۶۵۔

(۸۵) المفردات فی غریب القرآن، ج۱، ص۳۲۰۔

(۸۶) الرحمٰن، ۵۵: ۶۴۔

(۸۷) معانی القرآن للفراء، ج۳، ص۱۱۹۔

(۸۸) تفسیر مجاہد، مجاہد بن جبر القرشی، ج۱، ص۶۳۹، دار الفکر الاسلامی الحدیثۃ، مصر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء

(۸۹) المفردات فی غریب القرآن، ابو القاسم حسین بن محمد الراغب الاصفہانی، ج۱، ص۲۷۱، دار القلم، الدار الشامیۃ، دمشق بیروت، ۱۴۱۲ھ۔

(۹۰) الاعلیٰ، ۸۷: ۵۔

(۹۱) تفسیر کشاف، ج۴، ص۷۳۸۔

(۹۲) مولانا امین احسن اصلاحی (۱۲۷۱ھ۔ ۱۴۱۴ھ = ۱۹۰۴ء۔ ۱۹۹۷ء) مدرسہ فراہی کے ایک جلیل القدر عالم دین، مفسر قرآن تھے۔ مولانا حمید اللہ فراہی کے آخری عمر کے تلمیذ خاص ہیں۔ کئی کتابیں تصنیف کی۔ دیکھیے [www.akhbaroafkar.com]

(۹۳) تفسیر تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ج۹، ص۳۱۵، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، ۱۴۳۰ھ = ۲۰۰۹ء۔

مصادر و مراجع

(۱) القرآن الکریم

(۲) الاعلام، خیر الدین الزرکلی، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۷۴ء۔

(۳) تاریخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی البغدادی، دار الغرب الأسلامی، بیروت، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین محمد بن احمد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء۔

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، المملکۃ العربیۃ، ۱۴۱۹ھ۔

(۶) تفسیر الراغب الاصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد، کلیۃ الآداب جامعۃ طنطا، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

(۷) تفسیر تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، ۱۴۳۰ھ = ۲۰۰۹ء۔

(۸) تفسیر طبری، محمد بن جریر الطبری، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء۔

(۹) تفسیر مجاہد، مجاہد بن جبر القرشی، دار الفکر الاسلامی الحدیثۃ، مصر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء۔

(۱۰) تفسیر الکشاف، ابو القاسم محمود الزمخشری، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

(۱۱) الجوہر الحسان فی تفسیر القرآن (تفسیر ثعالبی)، ابوزید عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۸ھ۔

(۱۲) روح المعانی فی تفسیر القرآن، شہاب الدین الآلوسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔

(۱۳) سیر اعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۲ء

(۱۴) صحاح تاج اللغۃ، ابو نصر اسماعیل فارابی، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

(۱۵) صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، دار طرق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ۔

(۱۶) الطبقات الکبری، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، ج۶، ص۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء۔

(۱۷) غریب القرآن، ابو محمد عبد اللہ الدینوری، (ت ن)۔

(۱۸) تفسیر قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ = ۱۹۶۴ء۔

(۱۹) المحکم والمحیط الاعظم، ابو الحسن علی بن اسماعیل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء۔

(۲۰) معانی القرآن، یحیٰی بن زیاد الفراء، دار المصریۃ للتالیف والترجمۃ، مصر۔

(۲۱) معانی القرآن واعرابہ للزجاج، ابو اسحاق الزجاج ابراہیم بن السری، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

(۲۲) معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، دار الوطن للنشر، الریاض، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

(۲۳) معجم مقاییس اللغۃ، احمد بن فارس الرازی، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

(۲۴) مفاتیح الغیب، محمد بن عمر الرازی، دار احیاء التراث، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

(۲۵) وفیات الاعیان، ابن خلکان شمس الدین احمد بن محمد، دار صادر، بیروت، الطبعۃ السابعۃ، ۱۹۹۴ء۔